سالانہ قیمت ؎۸

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے ایڈیٹر
رینبو منزل۔ وارث روڈ) لاہور
پادری غلام مسیح صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر
پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب
ایم۔اے ایمپرس روڈ۔لاہور مینیجر

جملہ خط وکتابت وترسیل زر
بنام مینیجر صاحب ہونا چاہئے
اور مضامین واشتہارات
وغیرہ برائے اندراج بنام ایڈیٹر
ارسال فرما کر ممنون فرمائیں+

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۰ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ یکم ستمبر ۱۹۲۲ء | نمبر ۳۵

غزل

از قلم۔ نصیر۔ کرنالوی

اللہ رے طول وعرض مرے لالہ زار کا
باغِ جناں ہے گوشۂ دِل داغدار کا

ہے شور صبح وشام یہاں گیر ودار کا
دُنیا ہے یا کہ عرصہ ہے روزِ شمار کا

ہم چاہتے ہیں فتنۂ گردوں سے ہو گریز
ملتا نہیں مگر کوئی رستہ فرار کا

کہتے ہیں مجھ کو طائرِ نخلِ ریاضِ قدس
بُلبل نہیں ہوں میں چمنِ روزگار کا

تاثیرِ آہ سے میں اُڑا دونگا بعد مرگ
تعویذ گردباد کی صورت مزار کا

نالوں سے میرے ایک قیامت بپا ہوئی
خورشیدِ حشر ذرہ ہے آہ کے شرار کا

کردونگا تار تار گریباں کو اے جنوں
میں منتظر ہوں آمدِ فصلِ بہار کا

سرسبز کیوں نہ گریے سے ہوں داغِ دل کہ آب
باعث ہے خندۂ چمنِ خوشگوار کا

میں وہ ہوں مستِ بادۂ عرفاں کہ تا بہ حشر
ممکن نہیں نصیر اُترنا خمار کا

ولہ

درد کہتا ہے رفیقِ شبِ ہجراں ہوں میں
مرگ کہتی ہے کہ اس درد کا درماں ہوں میں

بے دماغی کا یہ عالم ہے یہاں باعثِ ضعف
موجۂ بوئے گلِ تر سے پریشاں ہوں میں

دل میں خوں سینے میں داغ آنکھ میں دریائے سرشک
مجھ کو دشمن کی عداوت کی شکایت کیوں ہو

یہ میں کس طرح کہوں بے سروساماں میں ہوں
کشتۂ تیغِ ستمہائے عزیزاں ہوں میں

نہ رہی حسرتِ پابوسیٔ محبوب نصیر
للہ الحمد کہ خاکِ رہِ جاناں ہوں میں

ایک لاینحل مسئلے کا حل

دینیات میں یہ مسئلہ بہت قدیم زمانہ سے لاحل چلا آیا ہے کہ جتنے دینداری سے گذران کیا چاہتے ہیں وہ ضرور ستائے جائینگے۔ چنانچہ گذرے زمانہ میں ستائے گئے اور اس دُنیا میں اُن کا حصہ ذلت اور قلت رہا۔ قوم اسرائیل کا اخی اب نام ایک بادشاہ تھا جس نے ایک بت پرست شاہزادی ایزبل نامے سے شادی کی تھی اور اس وجہ سے تمام مُلک میں بے دینی پھیل گئی تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اخی اب بادشاہت کا مالک ہے اور اپنی گاڑی پر سوار ہوکر جا رہا ہے اور خدا کا ایک سچا خادم جو خدا کی غیرت سے معمور اور بھرپور ہے یعنی الیاس نبی اس بے دین بادشاہ کے آگے آگے دوڑا جا رہا ہے۔

این چہ شوریست کہ در دورِ قمر مے بینم
ہمہ آفاق پُر از فتنہ و شر مے بینم

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالاں
طوقِ زرّیں ہمہ در گردنِ خر مے بینم

فارسی شاعر حافظ شیرازی سے صدیوں پیشتر خداوند یسوع کے شاگردوں

میں بھی اس خیال کی جھلک دکھائی دیتی ہے کہ دُکھ دُسکھ کا سبب انسان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوگا۔ چنانچہ جب اُس نے جنم کے ایک اندھے کو بینائی بخشی تھی تو وہ پوچھنے لگے کہ "اے ربی گناہ کس نے کیا تھا۔ اِس نے یا اس کے ماں باپ نے کہ یہ اندھا پیدا ہوا"۔ اب اس سے بھی قدیم زمانہ کی طرف نظر کرتے ہیں تو زبور نویس بھی اس خیال کی جستجو میں تھا کہ وہ اُن (دنیا کے لوگوں) کی اولاد بھی سیر ہوتی ہے اور وہ اپنی باقی دولت اپنے بال بچوں کے لئے چھوڑ جاتے ہیں۔ لیکن اُس پر یہ راز منکشف ہوتا ہے کہ "دنیا کے لوگوں کا بخرہ (یا حصہ) اسی زندگانی میں ہے"۔ اب اس مضمون کا مقصد یہ نہیں کہ اس خیال کا شروع بتایا جاوے۔ ممکن ہے کہ قدیم آباؤ اجداد نے دنیا کے دکھ وسکھ پر غور کر کے جب یہ مسئلہ تناسخ گھڑا ہوگا تب سے اقوام میں اس خیال کی بُنیاد پائی جاتی ہو۔ اور جو اس پر بحث کر کے تردید وتائید کی دلائل ہیں وہ ایک علیحدہ امر ہوں لیکن ہم مسیحی لوگوں کے لئے جو تسلی کی باتیں ہیں اور ان کا بیان ہمارے خداوند یسوع مسیح کی تعلیم میں ملتا ہے۔ یہاں ان باتوں کی طرف اشارہ مقصود ہے اور اس کی غرض یہ ہے کہ کوئی مسیحی بھائی جو تھکا اور ماندہ ہے وہ ان باتوں پر پاک کلام سے تلاش کر کے غور کرے اور دلی اطمینان اور شانتی حاصل کرے۔ دیکھو ہمارا خداوند انسان بھی بنا تاکہ نہ صرف انسانوں کے لئے ایک پاک نمونہ ہو (پس درانحالیکہ وہ انسان تھا وہ اپنے جی اُٹھنے کے بعد اسی جسم سمیت جی اُٹھا جس پر زخموں اور صلیب پر کے کیلوں کے نشان موجود تھے۔ مرنے کے بعد کسی غیر انسان جاندار کا جسم اس انسان کو نہ ملا۔ بلکہ اُن تعلیموں کو بھی جو دنیا میں پھیل گئی تھیں اگر صحیح تھیں تو قائم کرے اور جو غیر صحیح ہوں ان کو اپنے نمونہ سے رد کرے۔ چنانچہ اُس کے جی اُٹھنے سے کہ وہ وہی جسم لے کر جی اُٹھا ہمارے دل سے انسان کے لئے کوئی اور جسم لینے کا خیال جاتا رہا۔ بلکہ خداوند نے خود اُسی وقت شاگردوں کو جواب بھی دے دیا تھا کہ اُس اندھے کا دکھ خدا کے بیٹے کے جلال کے لئے تھا۔ لہٰذا اس مسئلے کا حل کہ کیوں دیندار لوگ دُکھی اور دنیا کے لوگ سُکھی رہتے ہیں۔ خداوند یسوع مسیح کی تعلیم اور نمونہ دونوں ہی سے تلاش کرنا ضرور ہوا۔ اوّل تو یہ اس لئے ہے کہ جیسے وہ ستایا گیا اُس کے دکھوں کا انجام فتح کا شادیانہ ہوا۔ ویسے ہی اُس کا پیرو اس کی پیروی کرتے ہوئے ستایا جاوے اور اُس کے ساتھ ہو کے دُکھ اُٹھاوے تاکہ اس کے ساتھ انجام کار جلال بھی پاوے۔ اگر میں نے بُرا کیا اور طمانچے کھائے تو اس میں کیا فضیلت ہے؟ پر اگر نیکی کر کے دکھ پاتا ہوں تو یہ بے شک خدا کے نزدیک فضیلت ہوگی۔ صلیب پر لٹکے ہوئے چور نے کہا تھا کہ ہم تو جبھی سزاوار ہیں کیونکہ اپنے کئے کا پھل پاتے ہیں۔ لیکن اُس یسوع نے تو کوئی گناہ نہیں کیا (جن لوگوں میں اپنے گناہ کی قابلیت نہیں اگر وہ جیلخانوں میں ہوں یا اور کوئی مصیبت اُٹھا رہے ہوں اُن سے ایسی امید رکھنا کہ وہ یسوع کی بے گناہی اور اپنے گناہ کا اقرار کر کے مسیحی ہو جائینگے۔ ایسا ہے جیسا گدھے کے سر پر سینگ۔ کبھی کبھی ہم بعض مسیحی لوگ بھی اپنی بے وقوفی پر نہیں سوچتے۔ برعکس اس کے خدا پر گڑگڑاتے ہیں اور اُس کے بندوں پر جھنجلاتے ہیں۔ افلاس کی پوچھو تو خداوند کو اس دنیا میں سر رکھنے کے لئے جگہ نہ تھی۔

دوم۔ خدا نے اپنے پیار کرنے والوں کے لئے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو آنکھوں نے دیکھیں اور نہ کانوں نے سُنیں (نہ کہ اس دنیا کی دھن اور سوراجیہ کے خواب) پس صاف ظاہر ہے کہ جیسے دنیا کے لوگوں کا حصہ اس دنیا دی اور فی الحال کی زندگی میں اُن کو مل گیا ہے۔ ویسے ہی منصف وعادل خدا انکو جو یسوع کی پیروی کر کے پائینگے جن کے لئے یسوع نے میزان عدل پورا کر دیا ضرور ہے کہ اس دنیا کی چیزوں سے کہیں زیادہ افضل اور جلال والی چیزیں عطا فرمائے۔ اگرچہ دنیا کے لوگ خود قائل ہوتے ہیں کہ زمانہ حال کے سیم وزر مانند سفال کے ہیں۔ وہ اُن کو ہیچ اور ناچیز گنتے ہیں۔ مگر یہ اس وقت اپنے گیتوں میں گاتے ہیں جب کوئی خاص موقعہ کیرتن کرنے کا یعنے مُردہ کو مرگھٹ لے جانے کا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے بعد جیاں واپس آگئے وہ سب باتیں مُردہ کے ساتھ جل گئیں یا مدفون ہوگئیں۔ یہ عیب کسی خاص قوم پر لگایا نہیں جاسکتا۔ عموماً سب آدمیوں کا حال ایسا ہی ہے کہ وہ باتوں سے تو دُور دُور کر کے نفرت دکھاتے ہیں۔ لیکن جب تجربہ سے دوچار ہوتے ہیں تو گلے لگا لیتے اور کہاں تک پیار کرتے ہیں کہ دین دھرم کی پرواہ نہیں رکھتے۔ اس موقعہ پر یہ بات اہل فہم اور دانش کے نزدیک مانی ہوئی ہے کہ یسوع کا نمونہ اعلیٰ اور افضل ہے کہ وہ دنیا میں رہ کر اور اپنا وقت گذار کر دنیا کا نہ ہوا۔

ناظرین! اگر آپ اس مسئلہ کو سمجھنا چاہتے ہیں تو خداوند یسوع کی ایک تمثیل پر جو انجیل لوقا ۱۶ باب ۱۹ سے آخر تک ہے غور کریں۔ اس باب کی ۲۵ آیت۔ تب ابراہیم نے کہا کہ اے بیٹے یاد کر کہ تو اپنے جیتے جی اچھی چیزیں لے چکا اور لعاذر بُری چیزیں۔ سو اب اُس کو یہاں تسلی ملتی ہے اور

نور افشاں

مطبوعہ یکم ستمبر ۱۹۲۲ء

اچھوت سدھار

خداوند یسوع مسیح سامریوں کے پاس گیا۔ کنعانیوں کے پاس گیا۔ محصول لینے والے گنہگاروں کے پاس گیا۔ کوڑھیوں کے پاس گیا یا کوڑھی اُس کے پاس آئے۔ یونانی اُس کے پاس آئے۔ رومی اُس کے پاس آئے۔ یہ تمام لوگ ملک کنعان کے اچھوت تھے۔ یسوع مسیح نے ہر درجہ کے اچھوت لوگوں کو خصوصاً نہایت اچھوتوں کو یہ کہکر دعوت دی کہ تم سب میرے پاس آؤ میں تمہیں آرام دونگا۔ میرا جوا اپنے اوپر لو مجھ سے سیکھو تو تم اپنے دلوں میں آرام پاؤ گے۔ خداوند نے اپنی زندگی کے ساڑھے تین سال تک اچھوت سدھار کیا۔ اُس نے اُن کو انجیل سُنائی اُس نے اُن کے بیماروں اور کمزوروں کو راضی کیا۔ اُس نے اُن کے گھروں میں اوقات بسر کی۔ اُن کے ساتھ کھایا پیا۔ اُن کی خوشیوں اور اُن کے غموں میں شریک ہوا۔ اُس نے اعلیٰ اور ادنےٰ کو محبت کی ایک رسی سے باندھا۔ اُن میں بھائی چارا قائم کیا۔ فریسی اور فقیہ گڑگڑاتے رہ گئے۔ ان کے دیکھتے دیکھتے ایک عالم اُس کا معتقد ہو گیا۔

جو اچھوت سدھار خداوند یسوع مسیح نے شروع کیا۔ اسے اس کے شاگردوں نے جاری رکھا۔ اُن کی مساعی جمیلہ کے طفیل سے اچھوت سدھار کا شوق تمام مسیحی اقوام میں پیدا ہوتا آیا۔ یورپ کی مسیحی اقوام سے ہندوستان میں اچھوت سدھار شروع ہوا جسکے باعث کروڑہا اچھوت لوگوں میں سے لاکھوں کو مسیحی سدھار حاصل ہوا۔ وہ بلاشک مسیحی ہو کر انگریز تو نہیں بن گئے نہ وہ کبھی بن سکینگے۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ ہندوستان کی مسیحی کلیسیا کی شاندار امید یہی اچھوت ہیں جو مسیحیت میں سدھار حاصل کر چکے ہیں۔ یہ لوگ ہندو مسلم مسیحیوں کے ساتھ مل کر ملک ہند کے تاج کا گویا کوہِ نور بن رہے ہیں وہ علم و اخلاق و ہنر میں ترقی کر رہے ہیں۔ یسوع مسیح نے اُن کو اپنی مسیحیت کی پوری نعمتوں میں شریک کیا ہے۔ انہیں آدھی مسیحیت نہیں دی۔ نہ آدھے مجلسی و ملکی حقوق دیئے ہیں ہر ایک اچھوت یسوع مسیح کی پوری مسیحیت کا وارث ہے اسے مساوی مجلسی حقوق حاصل ہیں۔ اُنہیں اپنی اپنی لیاقتوں کے موافق مراتب حاصل ہیں۔ ان معانی کا تو مسیحیت نے اچھوت سدھار کیا ہے کہ ان سب کو مسیحی بنایا ہے۔ یہ تو اختصاراً مسیحی اچھوت سدھار ہوا۔

قید میں تھا تم نے میری خبر نہ لی۔

عنوان مذکورہ کے مضمون پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ پادری جے میکلین صاحب کا جواب الجواب تک شائع ہو چکا۔ مجیب صاحب کا جواب الجواب نمبر ۲ ہم ختم کرتے ہیں۔ ناظرین معاف فرمائیں کہ ایسا طویل مضمون ایک دفعہ ہی درج اخبار کر دیا۔ ہم اس بحث کا ہی خاتمہ کرنا چاہتے ہیں اور طرفین کا معاملہ قارئین کرام کے حوالے کرتے ہیں اور طرفین کو اطلاع دیتے ہیں کہ وہ مضمون زیر بحث پر آگے کو کوئی تحریر بغرض اشاعت ہمارے پاس روانہ فرمانے کی تکلیف نہ اُٹھائیں۔ کیونکہ آگے کو مضمون زیر بحث کے متعلق کسی کا مضمون نور افشاں میں شائع نہ کیا جائیگا۔

یورپ کی اُلجھنوں کا سلجھاؤ

معاصر اسلامک ریویو راوی ہے کہ کیمبرج اور ڈسٹرکٹ فیڈریشن کے ششماہی اجلاس میں مسٹر اینڈریو بریجین (جسٹس آف دی پیس) نے بیان کیا کہ اگر جنیوا کانفرنس کا افتتاح مسیح کے پہاڑی وعظ کی تلاوت سے ہوتا اور اسی سے آئندہ پالیسی بنائی جاتی تو آئندہ کوئی مصائب دنیا میں پیش نہ آتیں نہ کوئی آئندہ کانفرنسوں کی ہی ضرورت پڑتی۔

(پیغام صلح)

نور افشاں۔ اس میں شبہ نہیں کہ یورپ کی جنگ مسیحیت سے بغاوت کا نتیجہ تھی۔ یورپ اب تک اسباب کا تجربہ کر رہا ہے کہ بغیر مسیحیت کے دنیا کی حالت بہتر ہو سکتی ہے یا نہیں۔ بغیر مسیحیت کے دنیا مصیبت سے چھٹکارا پا سکتی ہے یا نہیں۔ بغیر مسیحیت کے یورپ کو موجودہ مسیحی تہذیب و شائستگی کی جگہ کوئی اور اعلیٰ و افضل تہذیب و شائستگی حاصل ہو جاتی ہے یا نہیں؟ مگر جنیوا دہیگ و پیرس و لندن کانفرنسز نے دنیا پر پھر ایک دفعہ مسیحیت کی ضرورت کو ظاہر کیا ہے کہ اُن کی جنگ کی ناکامیابی ظاہر کر رہی ہے کہ دنیا کی اقوام کے طریق عمل کو بنانے کے لئے عجیب مشیر کے مشوروں کی ضرورت ہے۔ سلامتی کے شہزادے کی سنگت و حاضری کی حاجت ہے یسوع مسیح اور اس کی انجیل دنیا کی اقوام کے لئے خدا کی پالیسی ہے۔ اگر ہماری ملکی اور قومی اور شاہی مجالس خدا کی پالیسی کی عزت نہیں کرتی ہیں تو اُن کی ناکامیابی لازمی ہے۔ اس تعجب کرنے کی ضرورت نہیں

قید میں تھا تم نے میری خبر نہ لی
محبت کی شریعت کے عامل
(۲)

جناب نے حقیقی مسیحی کی یہ تعریف فرمائی تھی کہ وہ مسیحیت کی شریعت کا عامل ہوتا ہے۔ اس تعریف کو قبول کر کے ہم نے کہا کہ محبت کی شریعت عدم تعاونی اصحاب میں قائم ہوتی جاتی ہے اور مسیحیوں سے دور ہوتی جاتی ہے۔ جس کا ثبوت آپ کی اپنی تحریر ہے کہ آپ نے مسیحی کی تو یہ تعریف فرمائی کہ وہ محبت کی شریعت کا عامل ہے۔ مگر آپ ہمارے مقابل اور تمام مسیحی اور غیر مسیحی لوگوں کے مقابل ناحق اور بے وجہ تلوار برہنہ سے پیش آئے ہیں۔ آپ نے ہم پر بہتان العظیم باندھے ہیں۔ ہمیں ناحق گنہگار ٹھہرایا ہے اور ہم سے ایسے قابل اعتراض الزام منسوب کئے ہیں کہ کسی غیر مسیحی سے بھی امید نہیں ہو سکتی جب آپ کی غرض حدود مذہبی میں پوری نہ ہوئی تو آپ نے ہمیں پولیٹیکل میدان میں گھسیٹا۔ ہمیں گورنمنٹ کے مخالفوں بلکہ دشمنوں کا حامی ظاہر کیا۔ اپنی اس مکروہ غرض کو پورا کرنے کے لئے آپ نان کوآپریٹرس۔ عدم تعاون۔ عدم تشدد کی ابحاث کو لے آئے تاکہ آپ اپنی محبت کی شریعت کے عمل کو مکمل کریں اور ایک بے گناہ کو گورنمنٹ کا مخالف بنا کر دکھائیں۔

آپ کے اس طریق عمل کو معلوم کر کے ہم نے کہا کہ محبت کی شریعت کا رواج مسیحیوں سے اٹھتا جاتا ہے اور عدم تعاونیوں میں اس کا رواج ہوتا جاتا ہے مسٹر گاندھی ایسے مسیحیوں کے مقابل محبت کی شریعت کے عمل میں میلوں آگے بڑھ رہے ہیں جس کی بابت ہم نے چند مثالیں بھی لکھیں ورنہ ہم کیا، اس بات کو زمانہ جانتا ہے کہ مسٹر گاندھی پکا ہندو ہے اور ہندو دھرم مانتا ہے۔ لیکن ہم اب کے ساتھ یہ عرض ضرور کریں گے کہ جو حقیقی مسیحی کی جناب نے تعریف فرمائی تھی وہ کم از کم جناب کے موافق حال نہیں پڑی۔

جو کچھ ہم اوپر کہہ چکے ہیں وہ ہماری منہ کی باتیں ہی نہیں ہیں۔ بلکہ جناب کی تحریر کا لب لباب ہے۔ ذیل میں ہم آپ کے الفاظ نقل کرتے ہیں ٹھنڈے دل سے اسے پڑھئے۔

۱- ہمارے مضمون مطبوعہ ۹ جون کی سرخی متی رسول کی انجیل ۲۵: ۴۳ کا ایک حصہ تھا جو خداوند نے بائیں طرف کے لوگوں سے جو غیر مسیحی یا بکریاں تھے بطور شکوہ فرمایا تھا۔ پر پادری صاحب نے فساد اٹھانے کے لئے یہ عذر بنایا کہ ہم نے قید والی آیت پیش کرنے سے پہلے آیت ۳۲ کا لحاظ نہ کیا۔

۲- دوسرا بہتان یہ بنایا ہے کہ ہم نے قید والی آیت کو موجودہ پولیٹیکل نان کوآپریٹر سے منسوب کیا ہے حالانکہ اگر ہم نے نان کوآپریٹرس سے بھی آیت مذکور کو منسوب کیا تھا تو بھی بجا کیا تھا۔ کیونکہ ان میں زیادہ تر غیر مسیحی ہیں۔

۳- ہم پر آپ کا تیسرا بہتان یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ پس سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس کے دہنی طرف نان کوآپریٹر غیر مسیحی بھی ہونگے۔ جن کے لئے راقم مضمون کے خیال میں خداوند مسیح قید میں گرفتار ہے؟ حالانکہ ہمارے الفاظ وہاں یوں آئے ہیں۔ **آج کے دن بلاشک یسوع مسیح جیل خانوں میں قید ہے۔ وہ اپنے بندوں کے ساتھ قید ہے +**

۴- آپ کی چوتھی نظر عنایت کا یہی الفاظ ذکر آیا ہے کہ راقم مضمون ان دو جدا گانہ لوگوں میں یعنے مبارک اور ملعونوں میں کچھ امتیاز اور جدائی نہیں کرتے ہیں اور اس لئے ناظرین کو سخت مغالطہ میں ڈال دیا ہے۔ راقم مضمون سے پھر دریافت کرتے ہیں کہ کیا یہ سب صاحبان جو جیلخانوں میں ہیں کیا یہ سب آپ کے مبارک لوگوں میں سے ہیں؟ یہ ہمارا دعوٰی ہی نہیں ہے۔ آپ کی زیادتی اس جگہ ختم نہیں ہوتی ہے بلکہ

۵- آپ ہم پر ایک اور بہتان کھڑا کرتے ہیں کیونکہ آپ فرماتے ہیں پس ہم نہیں سمجھتے کہ ملکی تحریکوں میں خصوصاً نان کوآپریٹر کے ساتھ خداوند کیوں قید میں مبتلا ہے...... آپ نے اپنے عنوان مذکورہ کے ساتھ یہ دعوٰی کیا کہ جیل خانوں میں خداوند مسیح بھی اُن کے ساتھ جیل میں ہے۔ کیسا صریح لغو ہے

۶- آپ اس سے بھی بڑھ کر بغیر جل و فریب کے ہم سے دریافت کرتے ہیں کہ پھر اس امر کا اپنے عنوان کے ساتھ کیا ثبوت پیش کیا ہے کہ یہ تمام اصحاب مسیحی ہیں اور بادشاہ وقت کے مخالف نہیں ہیں جس طرح کہ آپ مسیحی ہو کر نہیں ہیں؟...... کیا کبھی ان میں سے ایک نے یہ بھی اظہار کیا کہ وہ مسیحی ہے؟ ہم نے کب تمام قیدیوں کے مسیحی ہونے کا دعوٰی کیا ہے۔

۷- ہم پر آپ بایں الفاظ ایک اور احسان کرتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ خود اپنے مضمون کے شروع میں فرماتے ہیں کہ مسیحی گورنمنٹ کے وفادار ہیں اور ساتھ ہی ساتھ آپ اُن تمام صاحبان کی نسبت جو گورنمنٹ کے مخالف ہیں اپنی ہمدردی کا ہاتھ یہاں تک بڑھاتے ہیں کہ خداوند مسیح کو بھی ان کی ہمدردی میں خدا کے تخت کے دہنے ہاتھ سے کھینچ لاکر جیلخانوں میں ڈال دیتے ہیں۔ یہ سراپا دروغ ہے۔

۸- پھر کہتے ہیں کہ ہمیرا اور آپ کا خاص امر

زیر بحث یہ ہے کہ آیا آپ کا دعوے کہ خداوند مسیح انجیل کے بیان کے مطابق عدم تعاونیوں کے ساتھ جیلخانہ میں ہے یا نہیں؟" ..... اس سے پیشتر امر بحث طلب کا آپ نے یہ الفاظ بیان فرمایا ہے مگر ہم کو اس وقت آپ کے طرز استدلال پر بحث ہے کہ آپ خواہ مخواہ انجیل کا لباس ملکی تحریک دینے والوں کو پہنا کر ہمدردی کے خواہاں ہیں؟ پر اب امر بحث طلب بھی تبدیل ہو گیا ہے۔

۹۔ سب سے آخری نیکی ہم سے آپ نے بایں الفاظ بیان کی ہے "کہ آپ کا گناہ یہ ہے کہ آپ نے غیر مسیحوں کو مسیحیوں کے گروہ میں شریک کر دیا جو امر واقعی کے خلاف ہے اور دوسرے خدا کے کلام کو اس امر میں جس کا بیان بہت صاف ہے غلط تاویل کر کے غیر مسیحیوں پر چسپاں کر دیا؟"

یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ اس میں جناب ؎

نہ بیند مدعی جز خویشتن را
کہ دارد پردۂ پندار در پیش

کے مصداق بنے ہیں۔ خیال فرمائیں کہ آپ نے کس قدر خلاف حق بیان کیا ہے۔ کس قدر تملق آمیز باتیں کی ہیں۔ کس قدر بھندے اور الجھنیں بنائی ہیں۔ کس قدر بہتان گھڑے ہیں۔ کس قدر گہرائی سے آپ برائی کھود کر لائے ہیں۔ اور اسے ہمارے گلے کا ہار بنایا ہے۔ اگر محبت کی شریعت کے عامل ہونے کی آپ یہی مثال ہیں تو ہم مسٹر گاندھی کو جو پکا ہندو بنکر انجیل کا صرف ایک اصول مانتا ہوا قید ہو گیا ہے عیسائی کہتے ہوئے نادم نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس کی بابت یہ بات زیادہ مشہور ہو گئی ہے کہ وہ خداوند یسوع مسیح کا پیرو ہے اگرچہ وہ ابتک مسیح کا شاگرد نہیں ظاہر ہو۔ جائے غور ہے کہ ہمارے مضمون مطبوعہ ۹ جون کا عنوان خداوند کے وہ الفاظ ہیں جو آپ نے بائیں طرف والوں کو کہے ہیں۔ وہ بائیں طرف والے غیر مسیحی اور نام کے مسیحی ہونگے، جنہوں نے دہنی طرف کے ایمانداروں کی مصیبتوں میں اُن کی مدد نہ کی ہوگی۔ یہ آیت ہم نے بائیں طرف جانے والوں کو بیدار کرنے کے لئے جو ہند میں ہیں اپنے مضمون کا عنوان بنائی۔ پادری صاحب بگڑ بیٹھے۔ مفت میں شور مچانے لگ گئے کہ ہم نے اس آیت کو پولیٹیکل نان کواپریٹر سے منسوب کر دیا۔ اگر ایسا کیا بھی تو کیا ہو گیا۔ حضرت آخران میں کثیر غیر مسیحی ہیں۔ جن میں سے اگر ایمان نہ لائے تو بعض بائیں طرف ضرور جائینگے۔ خداوند ان سے قید والی آیت کا ضرور شکوہ کریگا۔ یہی جگہ ہے جہاں سے پادری صاحب اُکھڑ گئے ہیں۔ نمبر ۲ کے الفاظ میں ہم پر ایک سوال کرتے ہوئے ایک یہ بہتان بنا لیتے ہیں کہ گویا ہم نے غیر مسیحی عدم تعاونیوں کے ساتھ یسوع مسیح کو قید کر دیا۔ حالانکہ ہمارا مطلب ہی اور ہے جسے آپ اُلٹ کر ایک سخت الزام بنا دیتے ہیں۔ نمبر ۳ میں جو ہم سے مبارکوں اور ملعونوں کی بے امتیازی منسوب کی گئی ہے۔ وہ خود آپ کی بے امتیازی ہے جس سے آپ مغالطہ میں پڑے ہیں۔ آپ کا سوال اس بات کا ثبوت ہے۔ جس کا جواب دینا ہرگز ہمارا فرض نہیں ہے۔ نمبر ۵ کے جواب میں پھر عرض کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ غیر مسیحی عدم تعاونیوں اور پولیٹیکل تحریک کے محرکوں کے ساتھ آپ نے خداوند کو کیوں قید کر دیا؟ اس کا خود ہی جواب لکھیئے۔ آپ کا یہ فرمانا کہ ہم نے یہ دعوے کیا ہے کہ غیر مسیحی عدم تعاونی صاحبان کے ساتھ مسیح جیل میں ہے سراپا لغو ہے۔ جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ نمبر ۶ کے سوال کے متعلق یہ بات کہنا چاہتے ہیں کہ ہم نے غیر مسیحی عدم تعاونی صاحبان کے مسیحی ہونے کا نہ دعوے کیا نہ ثبوت دیا۔ یہ کام آپ کے سپرد ہے۔ نمبر ۷ کے جواب میں اس قدر عرض ہے کہ ہم وفادار گورنمنٹ ہو کر گورنمنٹ کی منشا کی رعایا سے جو ہماری ہمقوم و ہموطن ہے۔ گورنمنٹ کے قانون کے ماتحت بکمال ضرور ہمدردی اور محبت اور خوش سلوکی کر سکتے ہیں ہمارے ایسے افعال ہرگز ہمیں گورنمنٹ کے مخالف نہیں بناتے ہیں۔ نمبر ۸ کے جواب میں ہم پھر کہتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح اُن مسیحی لوگوں کے ساتھ ضرور جیل میں تھا جو جیل سے نکل چکے ہیں اور جو اب جیل میں موجود ہیں۔ جن کے نام ہم پیشتر عرض کر چکے ہیں۔ حکومت کا وہ مخالف جو مسیحی عدم تعاونیوں سے کیا ان کو ضرور حکومت کا قصوروار ٹھہراتا ہے۔ مگر اُن کو مسیحیت سے ہرگز خارج نہیں کرتا۔ نمبر ۹ کے جواب میں عرض ہے کہ ہمارے معزز ناظرین پادری صاحب کے اس فتوے پر ہماری صداقت کا پھر امتحان کر لیں کہ وہ ہمارے مضامین میں دیکھیں کہ پادری صاحب کے یہ الفاظ کہاں ہیں کہ **غیر مسیحیوں کو مسیحیوں کے گروہ میں شریک کر دیا**۔ (اگرچہ ایسا کرنا بھی تعریف کی بات ہے۔) پھر یہ دیکھیں کہ ہم نے کلام اللہ کی درست تاویل کر کے۔ قیدیں تھا تم نے میری خبر لی"۔ کی آیت کو غیر مسیحیوں پر چسپاں کر کے درست کام کیا ہے یا نہیں ؎

چو کردی با کلوخ انداز پیکار
سرِ خود را بنادانی شکستی۔

چو تیر انداختی بر روئے دشمن
حذر کن کاندر آماجش نشستی

ہم غیر مسیحی عدم تعاونیوں کی مسیحیت کے معتقد نہیں ہیں

جناب والا تو ہمارے مضمون میں جیل خانوں کے تصویرں کا نام پا کر مفت میں چراغ پا ہو گئے۔ قہر و غضب میں آ کر غیر مسیحی اور مسیحی عدم تعاونیوں کو قبل از وقت جہنم رسید کرنے کو نکل کھڑے ہوئے۔ اور سمجھ بیٹھے کہ ہم بھی مسٹر گاندھی اور اس کے معتقدوں کو دوسری آمد کا یسوع مسیح اور اس کے مرید خیال کر رہے ہیں۔ ہم مسٹر گاندھی کے نہ حمائتی ہیں اور نہ ہی ستو باندھ کر اس کے پیچھے پڑے ہیں۔ اس کی بابت جو کچھ ہم پیشتر لکھ چکے ہیں وہ ہم سے آپ کے ٹیڑھے استدلال نے طلب کیا تھا۔ جو صرف آپ کا راستہ بند کرنے کی غرض سے لکھا تھا۔ اس کا اس قدر فائدہ ہوا ہے کہ آپ نے پھر اسی مطالبہ پر سوا انکار کے زیادہ زور نہیں دیا۔ اس میں ہم نے اس تلخی اور کڑواہٹ کو ہلکا کیا تھا جو جناب اپنے پہلے مضمون میں عدم تعاونیوں کے خلاف کھلم کھلا شائع کر چکے تھے تا آپ نے ہندوستان کی مسیحی جماعت کو اپنے ہموطنوں اور اپنی قوم کی نظروں میں گرا دینے کی کوشش کی تھی اور آپ کی یہ کوشش اب تک ہے جسے ہم بے کار کرنے کے درپے ہیں ورنہ ہم عدم تعاونی نہیں ہیں۔ مگر انہیں اپنی مسیحی محبت اور ہمدردی کے حقدار جانتے ہیں۔ اُن کے فائدہ کی ہر ایک مسیحی خدمت قانون کے ماتحت رہ کر انجام دینے کو تیار ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہماری مہربان گورنمنٹ نے یہ حق ہمیں اور ہر ایک دیسی مسیحی کو بخشا ہوا ہے کہ ہم آپ کو اور آپ کے ہم خیالوں کو یہ بات جتلا دیں کہ ہم دیسی مسیحی گورنمنٹ کے وفادار رہ کر قانون کے ماتحت ہو کر اپنی غیر مسیحی قوم کو اور اُس کے ہر ایک فرزند کو وہ کل فوائد پہنچانے کو تیار ہیں جو مسیحیت نے ہمارے ملک میں دیے ہیں۔ اس معاملے میں ہم گورنمنٹ کے دوستوں اور دشمنوں کا ہرگز امتیاز نہ کرینگے۔ چونکہ ہم کو یہ علم ہے کہ جو کوئی گورنمنٹ سے دشمنی کریگا وہ خود اپنے کیے کی سزا پائیگا۔ مگر مسیحی خدمت کو انجام دینے کے لئے ہمیں گورنمنٹ اور قانون کے خلاف چلنے والوں کی تلاش کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ یہی وہ بات ہے جس پر آپ زور دے رہے ہیں۔

گورنمنٹ کی وفاداری اور بیوفائی

تمام ناظرین جانتے ہیں کہ ہمارے مضمون مطبوعہ ۹ جون کا یہ ہرگز مطلب نہ تھا کہ ہم گورنمنٹ کی وفاداری اور بیوفائی کے مضمون پر بحث کریں۔ یہ پادری صاحب نہ صرف اس مضمون کو ہماری اصلی بحث کی جگہ لے آئے بلکہ آپ خود لوگوں کی وفاداری اور عدم وفاداری کی تحقیق اور پڑتال کرنے والے انسپکٹر بن کر ہمارے مقابلے کو آئے ہیں۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ آپ نے انجیل خدمت کی جگہ اب خفیہ پولس کے محکمہ میں ملازمت کر کے بدبخت ہندوستانیوں کی وفاداری اور عدم وفاداری کی چھان بین شروع کی ہوئی ہے؟ اور آپ سراسر تند ہو کر ذیل کی عبارت میں ہماری وفاداری کو بے وفائی بنا رہے ہیں ورنہ ہماری سمجھ میں جناب کی ذیل کی عبارت کا مطلب نہیں آیا۔ کہ آپ نے اسے لکھا ہی کیوں ہے؟ آپ کو یہ عبارت لکھنے کا کس نے حق دیا ہے؟ مثلاً آپ فرماتے ہیں:-

عرض یہ ہے کہ اگر آپ زبان کے کہنے اور نہ کہنے میں ہی وفاداری اور بے وفائی کا معیار سمجھتے ہوں تو یہ صریح باطل ہے۔ کیونکہ آپ کے دوسرے قول سے یہ عملاً معلوم ہوتا ہے کہ ہم گورنمنٹ کے وفادار ہو کر گورنمنٹ کے مخالفوں سے ہمدردی کر سکتے ہیں۔ پر اس کا آپ نے کیا ثبوت پیش کیا؟ اگر آپ اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کوئی مثال بخشیں رہتے تو ہم ماننے کے لئے تیار ہوتے لہٰذا اب ہم پھر مختصر طور سے اپنے دعوے کا ثبوت پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ چونکہ آپ خود ہی فرماتے ہیں کہ عدم تعاونی گورنمنٹ کے مخالف ہیں اور یہ مخالفت اس درجہ تک ہے۔ کہ گورنمنٹ کو نکال کر خود اپنا شوراج قائم کریں۔ اب گورنمنٹ کے نکال دینے اور شوراج کے قائم کرنے میں آپ اُن کے ساتھ ہمدرد ہیں۔ تو پھر ہمدرد ہو کر آپ اُن کی قولاً اور فعلاً امداد کرینگے یا نہیں؟ اگر کرینگے تو اس صورت قولاً اور فعلاً ہمدردی یا امداد کرنا دوسرے فریق کو نقصان پہنچانا ہوگا۔ چنانچہ حضرت سعدی فرماتے ہیں ؎

بشنو اے برادران دوست دوست
کہ دشمنانت بود ہم نشست۔ الخ

ہمیں تو آپ کی یہ کل عبارت آپ کی زیادتی معلوم ہوتی ہے۔ فی الحال اس قدر جواب دیتے ہیں کہ آپ کو کسی کی وفاداری اور عدم وفاداری پر شک کرنے یا اس کی تصدیق کرنے کا ہرگز حق حاصل نہیں ہے! آپ پادری ہیں۔ انجیل کے خادم ہیں۔ کم از کم ہمیں آپ کی بابت اسی قدر علم ہے۔ مگر اس پیشے اور خدمت کو چھوڑ کر آپ کب سے لوگوں کی وفاداری اور عدم وفاداری پر پولیس انسپکٹر بنگئے ہیں اس سے ہم تاہنوز بے خبر ہیں ہم اول مرتبہ کو ان سوالات کا جواب دے سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ ہم سے دریافت فرمائیں۔ پر آپ کا ہرگز حق نہیں سمجھتے کہ آپ کسی کی وفاداری کا امتحان فرمائیں ہمیں پیشتر ہی آپ کا میلان معلوم ہو گیا تھا تب ہی،

تو لکھا تھا کہ آپ نے اب تعزیرات ہند اور ضابطہ دیوانی اور فوجداری کو ہی بائبل کا بدل بنا دیا ہے جس پر آپ چیخے تھے۔ پر اوپر کی عبارت تحریر کرنے سے آپ نے ہمارے خیال کو اور بھی پختہ کر دیا ہیں اب تو ہمیں آپ سے یہ بات دریافت کرنے کا حق حاصل ہو گیا ہے کہ آپ ہمیں تبلائیں کہ ہمارے مضمون زیر بحث کو چھوڑ کر ہم سے کسی کی وفاداری یا عدم وفاداری کی بحث کو شروع کرنا معنے کیا رکھتا ہے؟ کیا یہ مبحث بھی آپ کی محبت کی شریعت کا ایک مضمون ہے؟ آپ کو یہ بات معلوم ہو گی کہ وکلا گورنمنٹ کے مخالفوں اور قانون شکن لوگوں کی عدالتوں میں حمایت و طرفداری کرتے ہیں۔ اُن کی بریت کے لئے جھگڑتے ہیں۔ جو قیدی جیل میں قید ہوتے ہیں گورنمنٹ خود اپنے ملازم رکھ کر ان مجرموں کی دکھ و بیماری میں ڈاکٹروں کی معرفت مدد کرتی ہے اُن کے کھانے پینے اور رہنے سہنے کا انتظام کرتی ہے۔ تمام ملک میں عدم تعاون کی تعلیم پھیلی ہے۔ لوگ اخباروں کے ذریعے اور لکچروں کے ذریعہ اسے پھیلاتے ہیں۔ مگر اِن لوگوں کو سرکار کچھ نہیں کہتی۔ نہ گورنمنٹ اُن کو اپنے دشمن اور برطانیہ کو اُلٹ دینے والے خیال کرتی ہے۔ بلکہ گورنمنٹ یہاں تک فراخدل ہے کہ وہ خود اُن سے ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ جو کوئی عدم تعاونی گورنمنٹ کے اقتدار کا اقرار کرے اُسے جیل خانوں سے آزاد کر دیتی ہے۔ ابھی حال میں بنگال کے صوبہ کے گورنر صاحب نے کھلے الفاظ میں عدم تعاونی اصحاب سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ لارڈ ریڈنگ تک فرما چکے ہیں کہ ”میں یہ مانتا ہوں کہ جو لوگ قانون شکنی کی تلقین کرتے ہیں اُن کے ارادے نیک ہیں“ (بندے ماترم مطبوعہ ۲۰ اگست ۱۹۲۲ء)

پر ہمارے پادری صاحب کی منطق کا ملاحظہ ہو کہ وہ عدم تعاونیوں سے ہمدردی کرنے والوں کو گورنمنٹ کے دشمن بنائے جاتے ہیں۔ گورنمنٹ کے وفاداروں کے زبانی اقرار کو معیار وفاداری نہیں مانتے۔ ہم ملک کو گورنمنٹ کی نذر کر چکے۔ گھر اور مال و جان گورنمنٹ کے سپرد کر چکے۔ خود اپنے وطن میں بے وطن اور اپنے لوگوں میں اجنبی بنے پھرتے ہیں۔ اپنے وطن میں مساوات کے بھی حق دار نہیں ہیں۔ اب ہمارے پاس زبانی اقرار کے سوا اور ہے ہی کیا جسے معیار وفاداری ٹھہرائیں؟ ہماری مہربان گورنمنٹ نے تو آج تک اقرار صالح کی قدر کی ہے۔ مگر آپ کی گورنمنٹ شاید ملک معظم قیصر ہند کی گورنمنٹ کے سوا ہے جو اقرار صالح کو معیار وفاداری نہیں مانتی۔ اگر یہ بات صحیح ہو تو ہم یہ کہنے کے لئے مجبور ہیں ؎

کس نیاید بزیر سایۂ بوم
ور ہما از جہاں شود معدوم

عدم تعاون انجیلی اصول ہے

نہایت ادب سے التماس ہے کہ ذیل کے مقامات جو عدم تعاون کے اصول کو جامع ہیں ملاحظہ ہو۔ ”پس اگر تیری دہنی آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اُسے نکال کر اپنے پاس سے پھینک دے۔ اگر تیرا دہنا ہاتھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اُس کو کاٹ کر اپنے پاس سے پھینک دے۔ جو کوئی تیری دہنی گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اُس کی طرف پھیر دے۔ اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کُرتا لینا چاہے تو چوغہ بھی اُسے لے لینے دے۔ جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار لے جائے اُس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو۔ اپنے ستانیوالوں کے لئے دعا مانگو۔“

خداوند یسوع مسیح نے رومی عدالت میں اپنی کبھی ڈیفنس پیش نہیں کی۔ یہ اناجیل اربعہ کی کھلی صداقت ہے۔ گو اس نے اس بات کو تسلیم کیا کہ رومی حکومت کو اوپر سے اختیار ملا تھا۔ تو بھی اُس نے رومی کورٹ میں آپ کو بچانے کے لئے خاموشی کے سوا کچھ نہ کیا۔ ان تمام مقامات و حالات میں عدم تشدد و عدم تعاون کی تعلیم مخفی ہے۔ یہاں سے مسٹر گاندھی نے اصول ماخوذ لیا جس کا آپ کو انکار ہے۔ مگر مسٹر گاندھی کو اقرار ہے جیسا کہ آپ خود فرما چکے ہیں کہ ”چنانچہ اخبار ہمدم مطبوعہ ۱۹ جولائی ۱۹۲۲ء میں عدم تشدد کی تعلیم کی نسبت مسٹر گاندھی یوں فرماتے ہیں کہ عملی صورت عدم تشدد کی یہ ہے کہ ہر جاندار کے ساتھ نیکی کی جائے۔ عدم تشدد خالص محبت ہے۔ میں نے ہندوؤں کی مقدس کتابوں انجیل اور قرآن میں پڑھا ہے۔“ پس اُن کے بیان سے مسیحی مذہب کی کوئی تخصیص نہیں پائی جاتی۔“

اگر آپ کو مسیحی مذہب کی تخصیص کا ہی شکوہ ہو وہ ہم ذیل میں مسٹر گاندھی سے دور کرا دیتے ہو۔ بندے ماترم مطبوعہ ۱۷ اگست ۱۹۲۲ء چتر بیتہ جگت سے اخذ کرتا ہے۔ ”کہ آپ (مسٹر گاندھی) کی سوانح عمری کے مصنفوں نے جب کبھی یہ پوچھا کہ آپ نے بغیر ہتھیار کے مقابلہ کرنے کی تجویز کہاں سے نکالی؟ تو آپ نے جواب دیا کہ اسے میں نے بائبل میں سے لیا ہے۔ یہ لفظ اصول کو صاف طور پر ظاہر نہیں کرتا۔ میرے کہنے کا مطلب صرف اتنا ہی ہے کہ دشمنوں سے بھی اچھا برتاؤ کرو۔ خاموش مقابلہ سیدھا سادہ لفظ ہونے سے میں اسی کا استعمال کرتا ہوں۔“ لیجئے یہاں پر مسیحیت کی تخصیص موجود ہے۔ آپ کے عدم تعاون

کا محرک خود اس بات کا اقبالی ہے کہ میں نے بغیر ہتھیاروں کے مقابلہ کا اصول بائبل سے اخذ کیا ہے۔ مگر آپ پادری اور دین کے خادم ہو کر عدم تعاون کو بُرا ہی سمجھینگے۔ کیونکہ آپ کہہ چکے ہیں۔

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا
کارِ طفلاں تمام خواہد شد

مسیحی اور عدم تعاون

غیر مسیحی عدم تعاونی انجیل کے ایک اصول کو اپنی زیادتی کے ساتھ مانکر نہ تو مسیحی بن گئے ہیں۔ نہ اُن کی مسیحیت کا کسی نے دعوےٰ کیا۔ آپ کی غلطی کی اصلاح کے لئے کہا گیا کہ اگر محبت کی شریعت پر عامل ہونے کی آپ ہی مثال ہیں تو یہ محبت کی شریعت عدم تعاونیوں میں رواج پا رہی ہو مگر آپ نے کمال کر دکھایا ہے۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ کوئی مسیحی عدم تعاونی نہیں ہے۔

کیونکہ ایک طرف آپ یہ فرماتے ہیں کہ "جنرل اسمبلی اگرچہ بیداری ہند کی قائل ہے اور میں بھی قائل ہوں پر اس کے ساتھ وہ عدم تعاون کی تعلیم کی قائل نہیں اور نہ وہ یہ مانتی ہے کہ عدم تعاونی مسیحی ہیں اور عموماً کوئی مسیحی بھی اس کو نہیں مانتا ہے"۔ دوسری طرف یہیں کہتے ہیں کہ۔

"اکثر مسیحی اور غیر مسیحی اس خیال سے ان صاحبان کو مسیحی اصولوں کا پابند مانتے ہیں کہ وہ نان وائلنٹ یعنے غیر تشدد کے نان کواپریٹر ہونے کے مدعی ہیں"۔

یہ بات کہ کوئی مسیحی عدم تعاونی نہیں اور نہ عدم تعاون کی تعلیم کو جنرل اسمبلی مانتی ہے اور یہ کہ اکثر مسیحی اور غیر مسیحی اس خیال سے ان صاحبان کو مسیحی اصول کا پابند مانتے ہیں وغیرہ ایسی باتیں ہیں جن میں تطبیق ہم تو دے نہیں سکتے پادری صاحب تطابق پیدا کر دیں تو دوسری بات ہے۔

حضرات ناظرین! عدم تعاون کا اصول انجیل مقدس کا اصول ہے اس کا انکار کلام اللہ کا انکار ہے۔ ہر ایک مسیحی انجیلی معانی میں عدم تعاونی ہے۔ ورنہ اُس کی مسیحیت مشتبہ ہے۔ بلاشک مسیحی عدم تعاون کی تعلیم کی وسعت میں وہ تمام معانی داخل نہیں ہیں جو مسٹر گاندھی اور غیر مسیحی عدم تعاونی اصحاب نے مختلف اوقات میں بیان کئے ہیں۔ لہذا مسیحی مسٹر گاندھی کے معانی کے نہیں پر انجیلی معانی کے عدم تعاونی ضرور ہیں۔ مسٹر گاندھی اور اس کے معتقد عدم تعاون کی تعلیم مان کر ہم مسیحیوں سے قریب ہونے میں کوشاں ہوئے ہیں۔ ہم اپنی جگہ پر ہی رہے ہیں۔ سوا اُن مسیحیوں کے جو عدم تعاون کے خیال میں مسٹر گاندھی کے ہمخیال ہو گئے۔ باقی سب مسیحی عدم تعاون کے انجیلی حدود میں ہی مقید رہے ہیں۔ پس مسیحیوں کی بابت اور عدم تعاون کی بابت یہ خیال کرنا کہ عدم تعاون انجیلی اصول نہیں ہے اور کہ کوئی مسیحی عدم تعاونی نہیں ہے سراپا لغو ہے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ مسیحی دنیا میں ہیں اور دنیا کے نہیں ہیں۔ یہ لاثانی عدم تعاون ہے۔ اس پر آپ کو عدم تعاون بُرا لگتا ہے۔

گناہگار کون ہے؟

ہندوستان کے ہندوستانی مسیحی جو اپنی آبائی اقوام سے نکلکر موجودہ گورنمنٹ کے زیر سایہ پناہ گزیں ہوئے۔ دوسری طرف اپنی غیر مسیحی اقوام کو چھوڑ چکے۔ ان سے جدا ہونے میں ان سے عدم تعاون کر چکے۔ آبائی اقوام ان مسیحیوں سے عدم تعاون کر چکی ہیں۔ یہ تمام باتیں مسیحیوں کی صدہا تکالیف کے چشمے بن گئی ہیں۔ قدرتاً روز زیادہ مصائب کا نشانہ بن گئے ہیں۔ ان میں سے لوگ صرف قید ہی نہیں ہوتے۔ دیگر مصائب بھی ان کے سر پہ جھوتے رہتے ہیں۔ جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ مگر اس پر بھی وہ گورنمنٹ اور غیر مسیحی قوم کے خیر اندیش اور وفادار ہیں۔ انہیں اپنی دانائی سے گورنمنٹ اور قوم میں مصالحت کی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ اسی پر ہند کی مسیحی جماعت کی ہستی منحصر ہے۔ گورنمنٹ اور قوم میں منافرت و جنگ کی نمائش ہند کی مسیحی جماعت کے لئے سب سے پہلے موت کا حکم رکھتی ہے۔ گورنمنٹ اور قوم میں خوش اعتقادی پھیلانا مسیحی جماعت کی خوشحالی کا موجب ہے۔ یہ وہ خیال ہے۔ جسے مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے کلیسیا اور خدام کو دعوت دی تھی۔ اس جرم میں ہم پادری میکلین صاحب کے قہر و غضب کا نشانہ بھی بنے۔ لیکن آخر میں دریافت کیا جاتا ہے کہ گناہگار کون ہے؟ اس سوال کا جواب پادری صاحب نے یوں دیا ہے۔

۱۔ عدم تعاونی گناہگار نہیں ہیں۔ پادری صاحب ہمیں مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ "میں ان کو (عدم تعاونی اصحاب کو) بڑا گناہگار سمجھتا ہوں۔ بالکل غلط ہے۔ فرمایئے کہ ....

.. میں نے اپنے پہلے مضمون میں کس جگہ اس امر پر بحث کی کہ وہ بڑے گناہگار ہیں؟ بلاشک حضور انور نے عدم تعاونی اصحاب کے بڑے گناہگار ہونے کی بحث تو نہیں کی۔ صرف بلا امتیاز ان کو ملعون ٹھہرا کر بکریاں بناکر یسوع مسیح کی بائیں طرف کھڑا کر کے مسیحیوں کے مخدوم بننے کی حد سے ہمیشہ کے لئے خارج کیا تھا۔ اس پر یہ بھی ایک لطف کی بات ہے کہ آپ کو ان سے خوش اعتقادی بھی ہے۔ کیونکہ آپ خود فرماتے ہیں کہ "ہم بھی مسٹر گاندھی اور بعض صاحبان کو عزت اور وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں"۔ نہیں نہیں آپ تو ایک قدم اور بھی آگے بڑھ کے فرماتے ہیں کہ پھر

بھی ہیں آپ کے ساتھ اُن کے ساتھ ہمدرد ہوں اور دل دعا ہے کہ وہ مسیحی بنجائیں" مگر ہمارے ساتھ جنگ ہے کیونکہ آپ عدم تعاونیوں کو گنہگار ٹھہرانے سے انکار کرتے ہوئے ہماری بابت فرماتے ہیں کہ "آپ کا گناہ یہ ہے کہ آپ نے غیر مسیحیوں کو مسیحیوں کے گروہ میں شریک کر دیا۔ جو امر واقعی کے خلاف ہے۔ دوسرے خدا کے کلام کو اس امر میں جس کا بیان بہت صاف ہے غلط تاویل کر کے غیر مسیحیوں پرچسپاں کر دیا:"

ہم اپنے ناظرین کرام سے عرض کرتے ہیں۔ کہ یوں تو ہمارا اعتقاد یہی ہے کہ ہم گنہگار ہیں اور سب سے بڑے گنہگار ہیں۔ مگر جو گناہ پادری صاحب نے ہمارے ذمہ لگائے ہیں۔ ہم کو اُن سے بالکلیہ انکار ہے۔ بلکہ وہ الزامات ہماری بے گناہی کا ثبوت ہیں۔ ہم صفائی سے کہتے ہیں کہ ہم نے کسی غیر مسیحی کو اپنی تمام تحریر میں مسیحیوں میں شریک نہیں کیا ہے۔ اگرچہ ہمارا یہ فعل بھی قابل گرفت نہ تھا۔ کیونکہ یہ کام ہم سالہا سال سے کرتے آئے ہیں۔ دوم یہ کہ کلام اللہ کو غیر مسیحیوں اور نام کے مسیحیوں پرچسپاں کر کے اظہار حق کیا ہے۔ کیونکہ جن سے کلام مذکور کہا گیا وہ غیر مسیحی ثابت ہیں۔ لہٰذا پادری میکلین صاحب نے ہمارے مضمون کو نہ سمجھ کر خود غلط فہمی کی ہے جس کی اُجرت اُن کا اپنا گناہ ہے۔ زیادہ حد آداب

ہند میں امریکین ہوا باز

ہفتہ زیر نظر کی خبروں میں سے بڑی خبر کپتان میکلن اور میلن کی جانبازی کی خبر ہے جن کی نادر حکایات سے اخباری دنیا لطف اُٹھاتی رہی ہے جو پیشتر اس کی شنید میں آئی ہی نہ تھی۔ کپتان میکملن اور میلین وہ مشہور امریکن ہوا باز ہیں جو میجر بلیک کے ہم سفر بذریعہ ہوائی پرواز دنیا کا چکر کاٹ رہے تھے۔ لاہور تک یہ تینوں ہوا باز بغیر کسی حادثے کے پہنچ گئے تھے۔ لاہور سے کلکتہ پہنچنے میں میجر بلیک کے طیارے میں کچھ نقائص پیدا ہوئے بڑی مشکلوں سے یہ ہم کلکتہ پہنچی میجر بلیک کی مشین بہت بگڑ گئی۔ آپ بیمار بھی ہو گئے۔ وہاں ہاسپٹل میں زیر علاج رہنا پڑا۔ اس عرصہ میں کپتان میکلن اور میلین میجر بلیک کے فیرے سیپلین پر سوار ہو کر اکیاب کے راستہ سے رنگون کا چکر لگانے گئے۔ غالباً اکیاب تک سلامتی سے پہنچ گئے مگر جب اکیاب سے آگے جانے کو مجبور ہوئے تو برساتی ہواؤں کے چکر میں انجن ۔۔۔ فٹ کی بلندی پر کام کرنے سے رہ گیا۔ سیپلین مع مکیلن اور میلین کو لیکر آٹھ آٹھ فٹ کی سمندری لہروں کے درمیان گر پڑا۔ برساتی طوفان کے سبب سے سمندر نہایت خطرناک ہو رہا تھا۔ اس حالت میں ان دو مردان میدان نے ۴۸ گھنٹے تک بغیر کھانے اور پانی کی ایک گھونٹ پینے کے قدرت کے سمندر نامی پہلوان سے جنگ کی جس کا آخری نتیجہ یہ نکلا کہ امریکہ کے یہ دو نوجوان فیرے سیپلین خلیج بنگال کی نذر کر کے اور سمندر کی طاقت کو شکست دے کر کسی سٹیمر کے وسیلے بچکر کلکتہ پہنچ گئے ہیں۔ جس سے ان امریکن نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ امریکن پر ابحار ہند فتح پا نہیں سکتے۔ واقعی یہ ایک بے نظیر فتح ہے۔

آئرلینڈ میں جنگ

آئرلینڈ میں جنگ کا سلسلہ اب تک جاری ہے باغیوں نے آئرش آرمی کے کمانڈر انچیف مسٹر مائیکل کولنز کو مار دیا ہے۔ بظاہر باغیوں میں اب تک جان نظر آتی ہے۔ مگر ترکی تمام ہونے پر ہی ہے۔

غازی انور پاشا ماسکو گئے تھے

اخبار ایڈی رقمطراز ہے کہ انور پاشا چھ ماہ سے ماسکو میں تھے اور پولشویک آپ کی خوشنودی مزاج میں بہت کوشاں تھے۔ چنانچہ بالشویکی گورنمنٹوں کی طرف سے کئی مکانات آپ کے لئے خاص طور پر آراستہ کئے گئے تھے۔ اور آپ کے وفد کو وفد علی بے کے نام سے موسوم کیا گیا۔ دو ارمنی شیطانوں نے ماسکو کے ایک راستہ میں آپ پر حملہ کیا۔ لیکن آپ نے ان دونوں کو اپنے ریوالور سے مار دیا۔ اس کشمکش میں آپ کے بازو میں خفیف سی ضرب آئی۔ بالشویکوں نے اس واقعہ پر دلی رنج کا اظہار کیا۔ اس کے بعد آپ بخارا چلے آئے (بندے ماترم مطبوعہ ۳۰ اگست ۱۹۲۲ء)

دو جہازوں کی ٹکر

ایک جہاز ڈوب گیا ایک ٹوٹ گیا۔

برٹش انڈیا کمپنی کا جہاز چندوارہ برٹش جہاز میمور ٹویڈ سے ٹکرایا۔ موخرالذکر سمندر میں غرق ہو گیا۔ کسی جان کا نقصان نہیں ہوا۔ چندوارہ جہاز بُری طرح ٹوٹ گیا۔ (اخبار عام)

لکھنؤ سٹیشن پر ڈاکہ

لکھنؤ چارباغ سٹیشن پر ڈاکوؤں نے ایک بنیہ مسافر کو جبکہ وہ لیٹا ہوا تھا بے ہوش کر کے لوٹ لیا۔ بنیہ پلیٹ فارم پر دراز ہو رہا تھا کہ ایک ڈاکو نے اُس کی چھاتی پر بیٹھ کر اُسے بے ہوشی کی

ورائی سنگھادی جب وہ بیدار ہوا تو اُس کا سات سو روپیہ گم تھا۔ پولیس نے دو آدمی گرفتار کئے ہیں۔ (ر)

تین سالہ بچہ مصوّر

کچھ عرصہ ہوا کہ ہندوستانی اخبارات میں ایک ۱۱ سالہ ہندوستانی لڑکا شہر بروے کا تذکرہ شائع ہوا تھا۔ جو اس چھوٹی سی عمر میں علم موسیقی کے تمام ساز نہایت خوبی سے بجا سکتا ہے اور دقیق سے دقیق راگ راگنیوں کو نہایت خوش الحانی سے گا سکتا ہے۔

شہر بروے نے اپنی کمالیت سے لوگوں کو محو حیرت بنا یا تھا۔ اور بات بھی واقعی حیرانی کی تھی۔

لیکن انگلستان کے ایک مقام میں ایک ۳ سالہ بچہ مصوری کا کام کرتا پایا گیا ہے۔ جس نے ایک سال کی عمر میں ہی تصویر کھینچنا شروع کر دیا تھا۔ اس قسم کی مثالیں مسئلہ تناسخ کا عمدہ ثبوت ہیں۔ (ر)

خبریں

جرمنی کی عظمت کا جہاز آئے دن اپنی دولت کے پانیوں میں گہرا اترتا ہے۔ دیوالے نکل چکے ہیں۔ ایک پونڈ کی قیمت جرمن مارکس ۵۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ بکنے لگے ہیں۔ تاوان جنگ کی قسط کی ادائیگی کے تقاضے جدا خون خشک کر رہے ہیں۔ فرانس کی دھمکیوں سے پریشانی جدا پیدا ہو رہی ہے تو بھی جرمنی سانس لے رہی ہے۔ جرمنی کی اس حالت زار پر فرانس کو ترس آہی نہیں سکتا۔ انگلینڈ نے ضرور ترس کھاتا ہے۔ دیکھیں پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے؟ قہر و غضب میں ایک دوسری قوم کا لڑ مرنا تو مشکل نہیں پر جنگ کی تباہی کی مرمت کرنا جنگ سے بھی بڑھ چڑھ کے جنگ ہے۔

پیرس ۲۶ اگست کی خبر ہے کہ فرانس کا ایک جنگی جہاز غرق ہو گیا ہے۔ خیال کیا گیا ہے کہ اس میں سے کچھ بھی نہیں بچ سکا۔ فرانسیسی نیوی کو سخت نقصان پہنچا ہے۔

پیرس ۳۱ اگست کی خبر ہے کہ لارڈ نارتھ کلف ۰۰۰۰۰۰۴ پونڈ پیچھے چھوڑ مرے ہیں۔

لنڈن ۲۶ اگست کی خبر ہے کہ سکاٹ لینڈ یارڈ افسر نے ۲۰ ٹن سامان جنگ کے بنڈل دریافت کئے ہیں جو آئرلینڈ کو جانے والے تھے۔ ان میں ایروپلین، مشین گنس وغیرہ بھی شامل تھیں۔

ہاورے ۲۷ اگست کی خبر ہے کہ وہاں سٹرائک والوں اور پولیس میں جھڑپ ہو گئی ۳ مرے اور ۲۷ زخمی ہوئے۔

بمبئی ۲۷ اگست کی خبر ہے کہ کلوبا روئی کے گودام میں دو ہزار گٹھے روئی جل کر راکھ ہو گئی دو لاکھ روپیہ کے نقصان کا اندازہ کیا گیا ہے۔

کیلے ۲۵ اگست کی خبر ہے کہ وہاں بھی آگ نے پانچ مال خانے اور لکڑی خانے وغیرہ جلا کر راکھ کا ڈھیر کر دیئے۔ سات گھنٹوں کی سخت جنگ کے بعد آگ قابو میں آئی۔ نقصان کا اندازہ نہیں ہو سکا۔

ضلع شیخوپورہ کے ایک سکھ گاؤں کو مسلمانوں نے حملہ کر کے لوٹ لیا۔ باشندوں کو زدوکوب کرنے کے علاوہ جھونپڑیاں جلا دیں۔

مسٹر اینڈریوز نے وہ سب صندوقچیاں جو شرقی افریقہ کے دورہ میں انہیں اڈریسوں میں پیش کی گئی تھیں نیلام کی گئیں تھیں تمام کا سو راج فنڈ کو دیدیں۔

مدراس گورنمنٹ نے حکام ضلع کے ساتھ مشورہ کر کے ۱۶ مارچ ۱۹۲۲ء کا حکم منسوخ کر دیا ہے جس کی رو سے گنٹور میں ایک سال کے لئے زائد پولیس تعین کی جانی تھی۔

قسطنطنیہ ۲۳ اگست افواہ ہے کہ قوم پرست ترکوں کی فوجوں نے ڈینزل کی نواح میں ایک جارحانہ حملہ کیا ہے۔ بھاری نقصان جان ہوا۔

سیالکوٹ کنونشن

امسال سیالکوٹ کنونشن کا جلسہ ۲۲ ستمبر کی شام سے شروع ہوگا اور ۲۸ ستمبر کی صبح کو ختم ہوگا حسب معمول لائق اور روح سے معمور بزرگ اور خدا رسیدہ واعظ نصیحت کے لئے بلائے گئے ہیں۔

اگرچہ سب چیزیں گراں ہیں۔ لیکن کوشش ہو رہی ہے کہ چیزوں کے نرخ ایسے حساب سے باندھے جائیں کہ حاضرین جلسہ پر بار نہ ہوں مستورات کے لئے رہائش کا انتظام سی۔ ٹی۔ آئی کی عمارات میں ہوگا اور آدمیوں کے لئے خیموں میں بندوبست ہوگا۔ اگر کسی صاحب کے پاس تنبو ہو اور وہ اس کو لا سکیں تو بڑی آسانی سے اُن کو لگانے کی جگہ مل جائیگی۔

کنونشن کا مضمون ہے "خدا کے لوگ" اپطرس ۲: ۹، ۱۰ و طیطس ۲: ۱۴، ۱۰۔ استدعا ہے کہ جو کنونشن میں دلچسپی رکھتے ہیں اور پنجاب کی کلیسیا میں بیداری دیکھنے کے خواہشمند ہیں اپنی دعاؤں میں کنونشن کو یاد رکھیں رہائش اور دیگر معاملات متعلقہ سیالکوٹ کنونشن کے لئے سیکریٹری سیالکوٹ کنونشن بارہ پتھر سیالکوٹ سے خط و کتابت کریں۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۲ سے آگے)

تو تڑپتا ہے۔ کیا دولتمند اس لئے عذاب میں گیا کہ وہ دولتمند تھا؟ ہرگز نہیں۔

کیا لعازر اس وجہ سے آرام میں گیا کہ وہ کنگال اور دکھی تھا؟ ہرگز نہیں۔

جو لوگ اس آیت کے آگے پیچھے کی عبارت پر غور نہیں کرتے ممکن ہے کہ وہ ایسا نتیجہ نکالیں کہ دولتمند ہونا عاقبت میں موجب عذاب اور کنگال ہونا باعث ثواب ہوگا۔ لیکن ماقبل و مابعد کو غور سے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ فی الحقیقت دولتمند اس لئے عذاب میں تھا کہ وہ سب چیزیں اپنے لئے استعمال کرتا تھا اور خدا کی محبت اور انسان کی اسکو کچھ پرواہ نہ تھی۔ حالانکہ لعازر اُس کا ہم جنس انسان بھائی روز بروز اُس کے دروازے پر ایسی حالت میں پڑا رہتا تھا کہ کوئی شخص جو خدا سے خوف رکھتا اور انسان کو پیار کرتا۔ لعازر جیسے محتاج سے غافل نہ رہ سکتا۔ جس حال کہ وہ صاحب وسعت اور دولتمند بھی ہو۔ اور پھر لعازر کنگال اور محتاج تھا۔ یہاں تک کہ دولتمند کی میز کے ٹکڑوں کی آرزو رکھتا تھا۔ تو بھی وہ اپنے نام کے معنوں کے موافق خدا کا دوست تھا۔ ممکن ہے کہ وہ اس کمزوری کا مقابلہ کرتا ہو کہ خدا کیونکر عادل اور منصف ہو سکتا ہے کہ ایک ایسے آدمی کو جو نہ خدا کی اور نہ انسان کی پرواہ کرتا۔ اتنی دولت اور آسودگی دے اور مجھ جیسے مخلوق کو جو اگرچہ اُس کی شکرگذاری اس حالت میں بھی کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ ایلی یعنی میرا خدا اور عذر یعنی مددگار ہے اور اس کو فراموش نہیں کرتا۔ بھول جاوے اور میرے دکھوں کی آہ اور فریاد نہ سنے؟ تو بھی لعازر نے دکھ اور اپنی مصیبتوں سے سبق سیکھے تھے۔ کہ خدا اور حقیقت میرا مددگار ہے۔ اور وہ بھلا ہے اور بھلائی کرتا ہے اور سرانجام کار بھلائی کریگا۔ غرض اُس کی دوستی مرتے دم تک خدا کے ساتھ بحال رہی اور جب وہ مرگیا تو فرشتوں نے لے جا کے اُسے ابرہام کی گود میں رکھا۔ قیاس چاہتا ہے کہ بظاہر اُس کی موت کے وقت لوگوں نے بھی اُس کے جنازہ کی کچھ پرواہ نہ کی ہوگی۔ کہیں گڑھا کھود کر اس زخمی لاشہ کو جس کے زخموں کو کتے چاٹا کرتے تھے گاڑ دیا ہوگا۔ لیکن خدا کی نظر میں مقدس لوگوں کا مرنا گراں قدر ہے کلام میں لکھا ہے کہ اُس کو فرشتے لے گئے اور پھر دیکھو اور غور کرو کہ دولتمند کے جنازے پر بہت لوگ آئے ہونگے کیونکہ وہ دولتمند تھا اور بڑی دھوم دھام سے جنازہ نکلا ہوگا۔ مگر خدا کا کلام اُس کی نسبت خفت کے الفاظ استعمال کرتا ہے کہ "دولتمند بھی مؤا اور گاڑا گیا"۔ اس سے اصل حقیقت یہ ظاہر ہوتی ہے۔ کہ نہ تو محض کنگال ہونا موجب ثواب ہے اور نہ دولتمند ہونا عذاب کا باعث ہے بلکہ دولتمند اس وجہ سے عذاب میں تھا کہ اُس نے لعازر کی پرواہ نہ کی تھی اور لعازر اس لئے آرام میں تھا کہ اُس نے ہر حالت میں خدا پرستی کو نہ چھوڑا۔ اس کو وہ بڑا اجر جو خود خدا کی ذات پاک ہے حاصل تھا۔ وہ مصیبتوں میں بھی خوش اور خدا کے ساتھ اور بہشتی آرام میں رہ کر دنیا کے بیچ زندگی گذار رہا تھا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ اصل بات خدا کو پالینا ہے۔ نہ تو دولتمند ہونا اور نہ محض کنگال ہونا کچھ چیز ہے دیکھو داؤد بادشاہ تھا تو بھی اُس کا دل خدا کی محبت سے معمور رہا۔ پس اگر کوئی مالدار ہو اور ظلم پر تکیہ نہ کرے اور لوٹ پاٹ کرکے بیہودہ نہ بنے اور خدا اور انسان کا حق ادا کرے تو ایسے شخص کا مال اور اُس کی دولت اُس کے لئے موجب عذاب نہ ہونگے۔ چنانچہ ۶۲ زبور آیت ۱۰ میں لکھا ہے کہ "ظلم پر تکیہ نہ کرو اور لوٹ پاٹ کرکے بیہودہ نہ ہو (پھر بھی) اگر مال زیادہ ہو جائے تو اُس پر دل نہ لگاؤ۔"

لیکن اگر کوئی دنیا سے علیحدہ اور خدا کی مرضی کے مطابق (نہ اپنی کاہلی سے) افلاس اور کنگالپن میں گرفتار ہے تو جو بخشش اور نعمتیں اور حیات ابدی یسوع مسیح میں اُسے ملتی ہیں اور جو ملاپ مسیح یسوع میں خدا باپ سے ہو گیا ہے۔ ان چیزوں کو اپنی گڑگڑاہٹ سے ضائع نہ کرے۔ بلکہ مرتے دم تک وفادار اور خدا کا بندہ بنا رہے۔ اور یہ خدا کے ساتھ جو دوستی ہے وہ فراموشی کے ساتھ بدل نہ جائے۔ کیونکہ وہ قومیں جو خدا کو بھول جاتی ہیں۔ پلٹائی جا کے جہنم میں ڈالی جائینگی۔

پس اے بھائی اگر تو کنگال اور نادار ہے اور ساتھ ہی ستایا جاتا ہے۔ نہ صرف عوام سے بلکہ خاص بھائیوں سے بھی۔ تو یاد رکھ کہ تو گھاٹے میں نہیں۔ اگرچہ تو اس دنیا سے پیاسا جائے تو بھی تیرے لئے وہ چیزیں تیار ہیں جو دنیاداروں نے خواب میں بھی نہ دیکھیں۔ اچھی چیزیں مت ڈھونڈ۔ جو کچھ خدا نے دیا ہے اسی پر قناعت کر اور شکر کر کیونکہ اصل بات خدا سے میلاپ رکھنا ہے۔ جہاں شکرگذاری ہے وہاں گڑگڑاہٹ ناممکن ہے۔ یقین جان کہ خدا نے دینداروں کو الگ کر رکھا ہے۔

اور اے بھائی اگر تو دولتمند ہے تو غریب کو فراموش نہ کر کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے یا مجھے انجام کار یہ کہا جائے کہ اے بیٹے یاد کر کہ تو اچھی چیزیں لے چکا اور تیرا بھائی بُری چیزیں۔ پھر بھی یہ ایک راز ہے ○

اگر دریافتی بر دانشت بوس۔ اگر غافل شدی افسوس افسوس

نوٹس

گوجرانوالہ پریسبٹری کا باقاعدہ اجلاس مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۲۲ء بروز منگل وقت ۲½ بجے شام بمقام موضع اودھیاں ضلع سیالکوٹ۔ علاقہ مشن مشن ڈسٹرکٹ گوجرانوالہ منعقد ہوگا۔ ممبران اپنے کام کو ایسی ترتیب دے کر تشریف لاویں کہ اُن کو پریسبٹری کے کسی اجلاس سے بھی غیرحاضری کی تکلیف گوارا کرنی نہ پڑے اور جن ممبران کے سپرد پریسبٹری کی طرف سے کوئی کام ہے وہ برائے عنایت اس کام کو حتی المقدور انجام دے کر تشریف آور ہوویں۔ فقط آپ کا خادم۔

پادری لوٹامل کلرک آف پریسبٹری
گوجرانوالہ

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پُرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر۔ جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔ المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ
ضلع گورداسپور

کرسچن میوچوایل پروویڈنٹ فنڈ لمیٹڈ لاہور

مسیحیوں کا اپنا بیمہ فنڈ ہے۔ جس میں ہر قوم ملت اور فرقہ کے مسیحیوں کا بیمہ کیا جاتا ہے۔ منافع کے مالک بھی ممبران فنڈ ہی ہیں (سابقہ تخمینہ مالیت پانچ سالہ میں بیس ہزار روپیہ کا منافع ہوا) اخراجات بہت ہی کم رکھے گئے ہیں حتیٰ کہ ڈائرکٹران فنڈ بلا معاوضہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ زندگی کا بیمہ تین اقسام میں منقسم ہے بیواؤں اور یتیموں کے لئے پنشن۔ بچوں کے لئے تعلیمی وظائف۔ بڑھاپے کی پنشن۔ کم حیثیت اشخاص کے لئے چار آنہ ماہوار تک بیمہ کیا جاتا ہے۔ رقوم چندہ مقابلتہً کم رکھی گئی ہیں۔ اڑھائی لاکھ روپیہ پنشنوں اور رقوم حق رسی اب تک ادا کیا جا چکا ہے۔ سرمایہ قریباً تین لاکھ زرِ ضمانت قریباً سوا لاکھ سرکار میں جمع ہے۔ ہر شہر و قصبہ میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ مفصل حالات کے لئے ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کریں

فیلڈ سکریٹری (پنجاب)
کرسچن میوچوایل پروویڈنٹ فنڈ لاہور

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا ¼ حصہ	سعہ	عـہ	عـعہ
چوتھائی کالم	عـعہ	عـعہ	للعہ
نصف کالم	عـعہ	للعہ	سعہ
پورا کالم	للعہ	سعہ	۱ا
پورا صفحہ	۱ا	۱اصہ	سا

۳ ماہ سے کم عرصے کے لئے ہر ایک اندراج فی سطر ۲؍ لیکن کسی اشتہار کے لئے ۱؍ سے کم نہ لیا جائیگا

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودیانہ

۱۸۷۵ء سے قائم ہے

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۴ء سے تین جماعتیں لوئر پرائمری کی ایک امریکن خاتون کی زیرنگرانی کردی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے حصہ ہائی کے طالب علم برائے حصول تعلیم مشن ہائی سکول میں داخل ہوتے ہیں۔

شرح خرچ خوراک فی طالب علم چھ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔

کلاس فیس سرکاری فیس کا ¾ ہے۔ متفرق خرچ اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار رہتا ہے۔ علاوہ ازیں جن رکشا ۸؍ سے ۸؍ تک کرو کول ۸؍ سے ۸؍ تک مل سکتا ہے۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہوسکتے ہیں۔

مژدہ

منیجر نورافشاں کی طرف سے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جو خریدار ایک نیا خریدار نورافشاں بناکر اس کا پتہ منیجر کے دفتر میں بھیجدیوے اور اُن کے نام پر نورافشاں کم از کم ایک سال کے لئے جاری کرا دیوے تو ایسے خریدار کو ایک ماہ مفت اخبار دیا جائیگا +

منیجر نورافشاں

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے منیجر نورافشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پیدپر اسٹر چھپا